عراق میں خونیں کھیل

آخر وہی ہوا' جس کا دھڑکا تھا۔امریکہ نے عراق پر حملہ کر کے ہنستے بستے شہروں پر میزائلوں اور بموں کی بارش کردی۔ بغداد و بصرہ کی فضائیں شعلہ فشاں ہیں اور زمین پر خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں، سینکڑوں عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہوگئی ہیں، آگ کے شعلے بلند ہورہے ہیں اور دھوئیں کے مرغولے مظلوم عراقی عوام پر سایہ فگن ہیں...... عراق کے جرأت مند عوام کی استقامت کو صد ہزار سلام' جنہوں نے امریکی سامراج کی مزاحمت کا فیصلہ کیا۔ دنیا کے کروڑوں انسانوں کے جنگ کے خلاف مظاہرے، واشنگٹن اور لندن کے لاکھوں عوام کے احتجاجی جلوس، اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کی مخالفت اسلحہ انسپکٹروں کی عراق کے حق میں رپورٹس اور یورپی ممالک کی شدید مخالفت۔ غرض کوئی بھی حلیہ و تجویز امریکی صدر بش کو اس غنڈہ گردی سے نہ روک سکی۔ مہاتیر محمد نے سچ کہا ہے کہ "امریکہ جج اور جلاد دونوں کا کردار بیک وقت خود ہی ادا کر رہا ہے۔" وہ دنیا کے کسی بھی ملک کو خود مختار اور خود کفیل نہیں دیکھنا چاہتا۔ اگرچہ اس کے اصل ہدف مسلمان ممالک ہیں لیکن وہ کسی غیر مسلم ملک کو بھی عزت کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ جاپان ویت نام، کیوبا، پانامہ اور دیگر ممالک میں امریکی مداخلت تاریخی حقیقت ہے۔ اور اب شمالی کوریا کی ترقی و خود انحصاری بھی امریکہ کے لیے شدید تکلیف کا باعث ہے۔

امریکہ مذہبی و اقتصادی دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھ کر پوری دنیا کے خلاف صف آرا ہے۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی قبولیت و اشاعت جہاں اس کے لیے سوہان روح بنی ہے' وہاں مسلم ممالک کے قدرتی وسائل بھی اس کی لالچی نظروں میں ہیں۔ وہ بہر صورت و قیمت ان پر اپنا قبضہ چاہتا ہے۔ یورپی ممالک کا اتحاد اور یورو کا اجراء اسے کسی صورت قبول نہیں۔ امریکہ نے افغانستان پر قبضہ کیا تو یہی دونوں پہلو اس کے مدنظر تھے۔ ایک خالص اسلامی حکومت کا خاتمہ اور دوسرا گیس پائپ لائن پر قبضہ جس سے یورپ بھی فائدہ اٹھا رہا ہے۔ آج اگر عراق پر قبضے کی خواہش میں وہ پاگل، وحشی اور باؤلا ہوگیا ہے تو اس کی دیگر وجوہات کے ساتھ یہی دو وجوہ اہم ہیں۔ چونکہ تیل کے سب سے زیادہ ذخائر عراق کے پاس ہیں۔ یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک کو تیس فیصد تیل عراق ہی فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا اس دولت پر قبضہ کر کے ان ممالک کو بھی اپنا محکوم و محتاج بنا لیا جائے۔ دوسری وجہ یہ کہ عرب ممالک میں صرف عراق واحد ملک ہے جو ٹیکنالوجی کے حصول میں آگے بڑھا اور امریکہ کو صرف وہی آنکھیں دکھا سکتا تھا اور جرأت سے بات کر سکتا ہے' لہٰذا اس کی قوت و شوکت کو ختم کیا جائے۔ عرب ممالک خصوصاً خلیج پر تو امریکہ پہلے ہی عملاً قابض ہے اور یہ ممالک اپنے وسائل بھی اپنی مرضی سے استعمال نہیں کر سکتے یہی حال سعودی عرب کا ہے۔ اگر کویت نے عراق کی بربادی کے لیے امریکہ کو اپنے کندھے پیش کیے تو ہم نے بھی

افغانستان کی تباہی کے لیے کند تھے، کمر اور کمک امریکہ بہادر کو پیش کیے۔ عراق پر امریکی حملہ اکیسویں صدی کی سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔ اگر اسے نہ روکا گیا تو دنیا کا کوئی بھی ملک مستقبل میں امریکی جارحیت اور مظالم سے محفوظ نہیں رہے گا۔ مسلم ممالک میں وسائل کے اعتبار سے عرب ہی طاقتور ہیں اور وہی اپنے وسائل امریکی قبضے میں دے کر فارغ ہو بیٹھے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ اپنے بھائی مسلمان ملک پر ظلم ہوتا دیکھ رہے ہیں اور خاموش ہیں۔ اور کچھ نہیں تو ملائیشیا کے مردِ مومن مہاتیر محمد کی زبان میں ہی کچھ کہہ لیتے۔

یہ تو ہوسکتا ہے دل میں کہوں منہ پر نہ کہوں
یہ نہ ہوگا کہ ستم گر کو ستم گر نہ کہوں

امریکی مظالم اور جارحیت کے خلاف تمام مسلم ممالک خصوصاً عرب اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے اپنے ملکوں سے امریکی فوجی اڈے ختم کرائیں، فوجیں واپس بھجوائیں اور اپنے مقبوضہ وسائل کو آزاد کرائیں۔ جنہیں امریکہ ہم مسلمان ملکوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ سامراج کے خلاف میدان جنگ اتنا وسیع کر دیں کہ اس کے لیے لڑنا مشکل ہو جائے۔ جس جس ملک میں امریکی اڈے ہیں، وہیں اس کے خلاف جہاد اور جنگ کی جائے تاکہ اگر وہ جنگ کرے بھی تو خود بکھر کر رہ جائے۔ مسلم حکمران امریکی امداد پر انحصار کرنے کی بجائے اللہ کی مدد پر بھروسہ اور یقین کر کے ٹھوس اقدامات کریں۔

ملا محمد عمر نے سچ کہا تھا کہ "اگر ہم امریکی مطالبات مان لیتے تو پھر ہمارے ساتھ یہی کچھ ہونا تھا مگر ہم نے حق اور مزاحمت کا راستہ اختیار کیا اور ہمیں اللہ کے اس وعدے پر یقین ہے:

وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین — "اور تم ہی سربلند رہو گے، اگر سچے مؤمن ہو۔"
وکان حقاً علینا نصر المؤمنین — "اور اللہ پر حق ہے مومنوں کی مدد"

اگرچہ ملا محمد عمر اور صدام حسین کی شخصیتوں اور خیالات میں بعد المشرقین ہے۔ ان کے بعض انتظامی اقدامات سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے۔ مگر اسلام پر ایمان دونوں کی قدر مشترک ہے۔ صدام حسین نے ملا محمد عمر کی طرح جرأت، استقامت اور مزاحمت کا راستہ اختیار کر کے مسلمانوں کے سر فخر سے بلند کر دیئے ہیں۔ انہوں نے جارح اور سفاک بش کے احکامات ماننے اور عراق کو پلیٹ میں سجا کر امریکہ کو پیش کرنے سے صریحاً انکار کر دیا۔ آج اگر حالات کے جبر سے مسلم حکمران خاموش ہیں تو کل انہیں بولنا پڑے گا۔ نہیں بولیں گے تو باری آنے پر امریکہ انہیں خود بلوائے گا۔ مگر اس وقت ان کے حق میں کوئی نہیں بولے گا۔ آج کی خاموشی تب ان کے لیے موت کی خاموشی ثابت ہوگی۔ ہم اللہ کی مدد سے مایوس نہیں۔ اللہ کرے جنگ طویل ہو تو پھر دن امریکہ کے بھی گنے جا چکے ہیں۔

آج مجبور ہیں حالات کی سختی سے سبھی
وقت آئے گا تو مجبوروں کا ڈر ٹوٹے گا